نظرات

یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ اس وقت ملک میں مسلمان سب سے بڑی اقلیت ہیں اور دستور ہند میں ان کو مذہبی، سیاسی، ثقافتی، سماجی، اور تعلیمی تحفظات بھی دی گئی ہیں۔ لیکن عمومی حالات کے پیشِ نظر اب تک کا مشاہدہ اور تجربہ بھی یہی ہے کہ دستور کے نفاذ اور اجرا میں اکثر و بیشتر جانبدارانہ رویّے کا اظہار بھی ہوتا رہتا ہے۔

یہ بات بھی پوری قوت کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ تحریر و تقریر اور دعوت و تبلیغ کی جو آزادی ہندوستانی مسلمانوں کو میسر ہے وہ شاید دنیا کے دیگر بعض مسلم ممالک میں بھی نہیں ہے۔

ملک کے عوام کے کچھ مسائل تو قومی اور ملکی سطح کے ہیں جیسے تعلیمی پسماندگی۔ سماجی نابرابری، اقتصادی بدحالی، روز بروز بڑھتی ہوئی بے روزگاری، اور بیکاری اور کچھ مسئلے بطور خاص مسلمانوں سے متعلق ہیں جیسے ملک کی اکثریت کے ایک طبقہ کا آمرانہ ذہن، ہندو احیاء پرستی کا بڑھتا ہوا رجحان۔ مسلمانوں کی تہذیبی شناخت انفرادیت اور ملی تشخص کو مٹانے کی شعوری اور غیر شعوری کوششیں۔ فرقہ وارانہ کشیدگی تعصب، تشدد اور منافرت کو بڑھاوا دینا۔ مسلم پرسنل لا سمیت ان کے مسلم معابد، ناجائز عبادت خانوں کا زور زبردستی قبضہ کرنے کی شرمناک مہم وغیرہ شامل ہے۔

"ہمہ چیز کجا کجا نہم تن ہمہ داغ داغ شد" فارسی کا یہ مصرعہ ہے تو پرانا اور گھسا پٹا لیکن حقیقت یہ ہے کہ موجودہ وقت میں ہمارے گوناگوں مسائل کا اس سے بہتر الفاظ میں اظہار ممکن نہیں ہے۔

یہ واقعہ ہے کہ اس وقت ہم بے شمار مسائل سے دوچار ہیں تحفظ شریعت، قانون اسلامی کا نفاذ، معاشی زبوں حالی، تعلیمی پستی، اخلاقی گراوٹ، سیاسی نشیب و فراز، عصری علوم اور جدید تعلیم میں مجموعی اعتبار سے ہماری پیش قدمی اور جدوجہد، اسلامی معابد و مساجد کی حفاظت، ملی، دینی، علمی اور ثقافتی اداروں اور تنظیموں کا بقاء و استحکام، باہمی اتحاد و اتفاق وغیرہ مسائل میں جن سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا ... لیکن ان سب سے زیادہ اہم اور توجہ طلب مسئلہ نئی نسل اور پود کو اسلام پر برقرار رکھنے، قرآن حکیم اور سرچشمۂ اسلام سے ان کا روحانی، معنوی، فکری، عملی، اعتقادی اور نظریاتی رشتہ استوار رکھنے کا ہے۔ ہمارا خیال ہے اگر اس کی فکر نہیں کی گئی تو مستقبل میں اس سے بڑا خطرہ کوئی نہیں ہوگا اور یہ ہماری ملی اور اجتماعی تاریخ کا اتنا بڑا سانحہ ہوگا کہ جس کی تلافی ممکن نہیں ہو سکے گی۔

اسپین، قرطبہ، غرناطہ اور تاشقند وغیرہ و ترمذ کی تاریخ ہمارے سامنے ہے اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا چاہیئے۔ جہاں تک ملک کے سیکولر اور جمہوری وفاقی نظام تعلیم کا سوال ہے تو اس کی اپنی تعلیمی اور لسانی پالیسی ہے اُن سے اس طرح کی کوئی امید رکھنا محض فریب اور دیوانے کا خواب ہے۔ اپنے ملی وجود کے بقاء اور تحفظ کیلئے نئی نسل کی فکری تربیت اور ان کو اسلامیت کے دین کا والہ و شیدائی بنانے کے لئے مسلمانوں کے ذمہ داروں، قائدین، اور رہنماؤں کو وقتی سیاست، پارٹی وابستگی اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر کام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ جب تک ہم اپنے مفادات کو ملی مفاد پر ترجیح دیں گے اس وقت تک ان کے تئیں ہمارا خلوص

عمل قبول نہیں ہوگا۔

تعلیمی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی مسائل سمیت مسلمانوں کو ملک میں باوقار زندگی گذارنے کے لئے جن چیلنجوں کا سامنا ہے ان کا حل ہمارے نزدیک ذاتی زندگی میں کردار کی بلندی اور اتحاد و یکجہتی میں مضمر ہے آہ المیہ یہ ہے کہ ملت کے ہر چھوٹے بڑے فرد و جماعت کے سامنے خالص ملی اور دینی معاملات میں بھی ذاتی "انا" (EGO) کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے۔ "بابری مسجد" کی بازیابی کی تحریک کی مثال اور اس کے نتیجے میں نہایت بھونڈے انداز میں ملی قیادت میں انتشار اور اختلاف ہمارے دعوے کی کھلی دلیل ہے۔

کاش! آزاد ہند کے مسلمان وہ دن دیکھتے جب دین و ملت اور مذہب و شریعت کے نام پر ہندوستانی مسلمانوں کی بے مثال یکجہتی اور اتحاد و اتفاق کے مظاہرے کی طرح ہمارے قائدین، ملت کے زعماء اور سربرآوردہ حضرات بھی اپنے قول و عمل میں یکجہتی کا اظہار کر کے ملت کی ڈگمگاتی کشتی کے مضبوط ناخدا بنتے ... کاش!

کہتے ہیں کہ مشہور مفکر اور دانشور جارج برنارڈ شاہ جب انگلستان سے ہندوستان کے دورے پر آئے تو گفتگو کے دوران کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ نے دنیا کے تقریباً تمام مذاہب و ادیان کا تفصیلی اور وسیع مطالعہ کیا ہے۔ لہٰذا مذہب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

شاہ نے برجستہ اور بلا تکلف کہا کہ مجھے دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام پسند ہے۔ پوچھا گیا کیوں؟ شاہ نے کہا کہ اس لئے کہ یہ مذہب حیوان کو انسان بناتا ہے۔ زندگی کا سلیقہ سکھلا کر انسان کو انسانیت کی معراج تک پہونچنے کا قرینہ سکھاتا ہے۔ ان سے کہا گیا کہ پھر آپ

عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام کیوں قبول نہیں کر لیتے؟ شاہ نے اس کا جو جواب دیا وہ نہ صرف ایک زندہ حقیقت ہے بلکہ مسلمانوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئیے۔ شاہ کا جواب یہ تھا کہ جب میں نے اسلامی عقائد، اسلامی تعلیمات، اسلامی افکار و نظریات اور اسلام کے پیش کردہ دستور حیات کے متعلق سوچا تو اس نتیجے پر پہونچا کہ دنیا میں مادی اور تہذیبی ترقی اور اخروی نجات و سعادت اور صالح اور فلاحی معاشرہ کے قیام کے لئے اس سے بہتر کوئی مذہب نہیں لہٰذا مجھے بھی یہی مذہب اپنانا چاہئیے ...... مگر جب اسلام کی حقیقی تعلیم کے مقابلے میں دور حاضر کے مسلمانوں کے مروجہ عقیدوں، ان کی فرقہ بندیوں اور اسلام کے حقیقی دستور حیات سے ان کی بے اعتنائی اور بحیثیت مجموعی مسلمان قوم کے افعال و کردار کی گھناؤنی حالت کو دیکھتا ہوں تو سوچتا رہ جاتا ہوں۔

قارئین کرام! دین اسلام اور موجودہ مسلمانوں کے متعلق یہ رائے کسی عام آدمی کی نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی رائے ہے جو وقت کا بہت بڑا مفکر مانا جاتا تھا وہ عیسائی گھرانے میں پیدا ہوا اور عیسائیت کی حالت میں وفات پائی۔ مگر اسلامی اصولوں اور ان کی تعلیمات کو نہ صرف عیسائیت بلکہ دنیا کے تمام مذاہب سے برتر تسلیم کرتا تھا۔ مگر مقام تاسف و افسوس ہے کہ آج کا مسلمان اپنی ذاتی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی کے مختلف مراحل میں اسلام کا جو عملی نمونہ دنیا میں پیش کر رہا ہے وہ غیروں کو گرویدہ اور متاثر کرنے کے بجائے برگشتہ اور متنفر بنا رہا ہے۔ تنہا برنارڈ شاہ پر ہی موقوف نہیں، غیر مسلم، غیر متعصب مورخین، مستشرقین اور مستغربین یا اسلام کے شدید مخالفین کے ایسے اور ڈھیر سارے نام پیش کئے جا سکتے ہیں جنہوں نے اسلام کی حقانیت اور صداقت کو بلا تکلف تسلیم کیا ہے اور وہ یہ کہنے اور لکھنے پر مجبور ہیں کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے انسانی سماج اور معاشرے کو ارفع اور اعلیٰ بنانے اور تہذیب